معیشت نبویؐ مدینہ منورہ میں

★ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

محدثین وارباب سیر سب کا اتفاق ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی اور فیاض تھے اگر آپ ہدایا اور تحفے قبول کرتے تو خود بھی کسی سے پیچھے رہنا پسند نہ فرماتے تھے۔[۱] یہاں دو نکتوں کی طرف اشارہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے؛ ایک یہ کہ ہدایائے طعام کا قبول کرنے کے بارے میں جو روایات اوپر مذکور ہوئی ہیں ان سے یہ تاثر قطعی ہرگز نہ لیا جائے کہ آپؐ کے معاش کا انحصار ان ہی عطایا پر تھا۔ یہ خلاف حقیقت تاثر ہوگا کیوں کہ تصویر کا دوسرا رخ ابھی پیش کرنا باقی ہے۔ دوسرے آپؐ کا فقر وفاقہ دراصل قناعت وتوکل تھا اور وہ اختیاری تھا نہ کہ اضطراری۔ دراصل آپؐ کا جود وسخا آپؐ کی تنگئ معاش کا سبب تھا۔ یہ امت اور اس کے مجبور ومعذور افراد کے حوائج وضروریات پوری کرنے کی تمنائے دلی تھی جو نان شبینہ سے بھی آپؐ کو اور آپؐ کے اہل خاندان کو محروم کر دیا کرتی تھی۔ خورد ونوش پر مشتمل ومتعلق عطایائے نبوی میں سے کئی کا ذکر اوپر کسی نہ کسی حوالے سے آچکا ہے۔ بعض او[ر] [عنا]یات کا اس مخصوص باب کے تحت ذکر کیا جاتا ہے۔

کئی روایات میں آتا ہے کہ اصحاب صفہ پر آپؐ کی عنایت خاص تھی۔ کیوں کہ ان کی زندگی تنگدستی اور عسرت کی زندگی تھی اور مختلف اسباب سے وہ محروم غذا رہتے تھے یا کم لطف اندوز ہو پاتے تھے۔ بلاذری کی ایک روایت ہے کہ ایک بار ان میں سے بیس اصحاب کو اپنے گھر لائے اور ان کو روٹی کے ٹکڑے دودھ میں ملا کر ثرید بنا کر کھلائی۔ ایک بار حضرت

ابوہریرہؓ اور ان کے بعض دوسرے صفہ کے ساتھیوں کو بلا کر خالص دودھ پلایا۔ ایک مرتبہ صرف ابوہریرہؓ کو اپنے ڈیرے (رحل) پر لے جاکر دودھ سے ضیافت کی۔[۱۲] امام مالک کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ معمولاً آپؐ کے گھر دوپہر/صبح کا کھانا (غدار) کھایا کرتے تھے۔ اس کا دلچسپ واقعہ یوں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مسجد پہنچے اور ایک شخص کو قل ہو اللہ احد پڑھتے ہوئے سنا۔ آپؐ نے فرمایا: "واجب ہوگئی"۔ انھوں نے دریافت کیا: "کیا چیز یا رسول اللہ؟" فرمایا: جنت۔ ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے چاہا کہ جاکر اس شخص کو بشارت دے دوں۔ پھر مجھے خدشہ ہوا کہ آپؐ کے ساتھ غدار (دوپہر کے کھانے) کا موقع نہ جاتا رہے لہٰذا میں نے آپؐ کے ساتھ غدار کو ترجیح دی اور پھر جب اس آدمی کی تلاش میں گیا تو وہ جا چکا تھا۔[۱۳] بسملہ کے بغیر کھانا کھانے کی جو روایات اعرابی وعورت کے بارے میں اوپر آئی ہے اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ کے ساتھ اس دسترخوان پر حضرت حذیفہؓ وغیرہ کئی اصحاب تھے۔ اسی طرح حضرت سمرہ بن جندبؓ نے بھی کئی اصحاب کے ساتھ آپؐ کے گھر کھانا کھایا تھا۔[۱۴] ابوداؤد کی روایت ہے کہ ایک بار آپؐ نے اصحابِ صفہ کے کئی حضرات کو حضرت عائشہؓ کے حجرے میں خشیشہ ( ) نامی کھانا کھلایا تھا۔[۱۵] ایک مرتبہ حضرت مقداد اور ان کے دو بھوکے ساتھیوں کے لیے تین اونٹنیوں کا دودھ مخصوص کر دیا تھا اور وہ تینوں ان سے شکم پری کیا کرتے تھے۔[۱۶] اسی طرح آپ اپنے ہاں آنے والوں/زائروں اور حاجت مندوں کو بھی کھانے پینے کے ہدیے سے نوازا کرتے تھے۔ چنانچہ جب حضرات عباد بن بشیر اور اسید بن حضیر ایک دینی وفقہی مسئلہ پر آپؐ سے بحث کے بعد اپنے گمان میں آپؐ کو ناراض کرکے مجلسِ نبوی سے روانہ ہوئے تو پیچھے پیچھے دودھ کا ہدیۂ نبوی ان کو ملا اور اس کو نوش کرکے انھوں نے جانا کہ آپؐ ناراض نہ تھے۔[۱۷] گھر میں ایک بار کھجوروں کی مقدار کم رہ گئی تھی مگر ضرورت مند صحابہ کرام میں اس مقدارِ قلیل کو بھی سخی رسولؐ نے تقسیم کر دیا۔[۱۸] نبوی ہدایائے طعام و شراب کی اگر مکمل شرح وتفصیل کی جائے تو خاصا بڑا دفتر جمع کیا جا سکتا ہے۔

سنتِ نبوی تھی کہ مقامی مہمانوں، قریب و دور کے صحابہ اور اہلِ مدینہ کے علاوہ آپؐ باہر سے آنے والے تمام وفود اور ان کے اراکین کی مہمانداری کیا کرتے تھے اور اس کے لیے حضرت بلال رضی اللہ عنہ باقاعدہ نگراں افسر مقرر کیے گئے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ وہ آپؐ کے تمام گھروں

کے لیے نہ صرف سودا سلف لاتے تھے بلکہ ان کے وسائل و ذرائع کا انتظام بھی کیا کرتے تھے اور اسی طرح وفود کی ضیافت نہ صرف ان کی ذمہ داری تھی بلکہ اس کے لیے سامان کی فراہمی اور اس کے وسائل کا انصرام بھی انھیں کا فریضہ تھا۔ اس ضمن میں دو عام ذرائع ہمارے علم میں آتے ہیں: اول یہ کہ حضرت بلالؓ حوائج و ضروریات نبوی کے لیے چاندی وغیرہ پر مشتمل ایک رقم ہمیشہ اپنے پاس رکھا کرتے تھے یا اشیاء ضرورت اور اسلحے وغیرہ رہن رکھ کر سامانِ خورد و نوش فراہم کیا کرتے تھے[119] چنانچہ اسی سلسلۂ واقعات کی ایک کڑی وہ حدیث ہے جس کے مطابق آپؐ نے آخری زمانۂ حیات میں اپنی ایک زرہ ایک یہودی کے ہاں رہن رکھ کر جو (شعیر) اور پگھلی ہوئی گرم چربی (ا) ادھار لی تھی[120] اس طریقۂ فراہمی کی بعض اور مثالیں بعد میں بھی آئیں گی۔ یہاں ضمناً اس کا ذکر آگیا۔ بات ہو رہی تھی وفودِ عرب اور مہمانوں کی ضیافت کی۔ امام مالکؒ وغیرہ کی روایت ہے کہ ایک بار آپؐ کا ایک کافر مہمان ایسا آیا کہ اس نے یکے بعد دیگرے سات بکریوں کا دودھ پی لیا تب سیراب ہوا۔ پھر صبح کو وہ اسلام لایا اور اب اس کو دودھ پلایا گیا تو دوسری بکری کا پورا دودھ بھی نہ پی سکا۔ اسی پس منظر میں آپؐ نے فرمایا۔ — کافر سات آنتوں میں بھرتا ہے اور مومن ایک آنت میں[121]۔ مسلم کے مطابق حضرت عبداللہ بن سرجس نے اپنی ایک زیارت کے دوران آپؐ کے ساتھ روٹی اور گوشت کھایا۔ بعض راویوں کا بیان ہے کہ اس کی ثرید کھائی[122] ابوداؤد میں حضرت لقیط بن صبرہ کی عینی شہادت ہے کہ بنو المنتفق کے وفد میں جب ہم لوگ مدینہ حاضر ہوئے تو آپؐ گھر میں تشریف فرما نہ تھے حضرت عائشہؓ نے ہمارے لیے خزیرہ (گوشت آٹا پانی میں ملا کر) بنانے کا حکم دیا اور جب وہ بن گیا تو اس کے ساتھ بڑے طبق میں کھجوریں بھی پیش کی گئیں۔ ہم نے خوب کھایا۔ بعد میں جب آپ آئے تو آپؐ نے ان کے کھانے پینے کا پوچھا اور انھوں نے سارا ماجرا بتایا۔ اسی دوران کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے ایک چرواہا اپنی بکریوں کا ریوڑ لے کر نکلا۔ آپؐ نے اس سے ایک بکری ذبح کروائی اور ظاہر ہے کہ وہ آپؐ کے مہمانوں کی ضیافت ہی کے لیے تھی[123] حکم بن حزن کلفی کی روایت ہے کہ میں اپنی قوم کے وفد میں سات/نو آدمیوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوا تو آپؐ نے سب کی خاطر تواضع کھجوروں سے کی[124] ابن سعد اور دوسرے سیرت نگاروں نے وفود عرب کی ضیافتِ نبوی کے باب میں خاصی معلومات فراہم کی ہیں[125] اور ان سے یہ حقیقت پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ مہمانوں اور زائروں کی ضیافت آپؐ کی ذمہ داری تھی جسے کبھی آپؐ

اپنے وسائل سے اور کبھی صحابہ کرامؓ کے ذرائع سے انجام دیا کرتے تھے۔

سامانِ زیست آپ نے نقد بھی خرید فرمایا ہے اور بطور قرض بھی۔ قرض کی ادائیگی جنس کی جنس کے ذریعہ یا جنس کی مال/نقد کے ذریعہ ہوئی ہے۔ ایک یہودی کے ہاں زرہ رہن رکھ کر سامان خورد و نوش کی خریداری کا ذکر آچکا ہے اور وفودِ عرب کی مہمان داری کے ضمن میں نقد و اُدھار خریداری کے بعض واقعات کا بھی۔ اسی ذریعہ کے بارے میں چند اور مثالیں پیش ہیں۔ امام ابو داؤد نے حضرت سہل بن سعد کی سند سے ایک بہت دل چسپ حدیث یہ بیان کی ہے کہ حضرت علیؓ ایک بار جب گھر آئے تو حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو روتے دیکھا۔ حضرت فاطمہؓ سے دریافت کیا تو سبب بھوک نکلا۔ حضرت علیؓ بازار آئے تو ایک دینار پڑا پایا۔ وہ حضرت فاطمہؓ کے مشورے سے ایک یہودی سے آٹا خرید لائے۔ یہودی نے آپ کے لحاظ میں دینار بھی واپس کر دیا اور آٹا بھی دے دیا۔ پھر حضرت فاطمہؓ نے ایک جزار (گوشت والے) سے ایک درہم کا گوشت منگوایا۔ حضرت علیؓ نے دینار ایک درہم میں رہن رکھ کر گوشت لے لیا۔ حضرت فاطمہؓ نے آٹا گوندھ کر روٹی پکائی اور ہانڈی میں گوشت پکایا اور اپنے والد محترم کو بھی کھانے پر بلایا اور دینار و درہم اور ساری خرید کا قصہ سنایا۔ آپ نے بسم اللہ کہہ کر کھانے کو کہا۔ وہ سب کھا ہی رہے تھے کہ ایک غلام کو اپنے کھوئے ہوئے دینار کو واپس کرنے کے لیے پانے والے کو اللہ کی قسم دلاتے ہوئے سنا۔ آپ نے اسے بلا کر پوچھا تو اس نے بتایا کہ دینار اس سے بازار میں گر گیا تھا۔ آپؐ نے حضرت علی کو حکم دیا کہ جزار (گوشت والے) کے پاس جا کر کہیں کہ وہ دینار واپس کر دے اور اس کا درہم آپؐ کے ذمہ ہے۔ اس نے واپس کر دیا اور آپ نے وہ دینار غلام کے حوالہ کر دیا۔ روایت میں بس اتنا آیا ہے[۱۲۶] ظاہر ہے کہ وہ درہم آپؐ نے بعد میں ادا کیا تھا۔ ایک اور یہودی کا واقعہ لباس کی خریداری کے ذیل میں ملتا ہے اور پہلے شریف یہودی کے رویہ کے برعکس ہے۔ ترمذی میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ آپؐ کے پاس صرف دو قطری موٹے کپڑے تھے جنھیں مسلسل پہنے رہتے اور جب بیٹھتے تو پسینہ نکلتا اور وہ بھاری ہو جاتے۔ ایک یہودی تاجر کے پاس اسی دوران شامی بز (کتان/سوتی کپڑا) آیا تو حضرت عائشہؓ نے اس سے ادھار ایک جوڑا خریدنے کا مشورہ دیا۔ آپؐ نے آدمی بھیج کر منگوایا تو اس بدبخت نے کہا: میں جانتا ہوں کہ آپ میرا مال یا میرے دراہم ہڑپ کرنا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: جھوٹا ہے، خوب جانتا ہے

کہ میں لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا اور سب سے زیادہ امانت ادا کرنے والا ہوں [۱۲۷] خریداری کے ذریعہ سامانِ زلیست کی فراہمی کے بعض واقعات آگے آرہے ہیں۔

اگرچہ سامانِ خوردونوش اور دوسری اشیائے ضرورت کی فراہمی کا ذریعہ و وسیلہ کا صراحتاً ذکر نہیں ملتا تاہم یہ یقینی ہے کہ وہ آپؐ کی جیب خاص سے ہی آتا تھا۔ اس باب میں ہم ان واقعات و مثالوں کو بیان کر رہے ہیں جن کا تعلق مخصوص تیوہاروں یا شادی غمی کے کھانوں سے ہے۔ سب سے پہلے ازواجِ مطہرات سے شادی کی تقاریب اور ان کے ولیمہ کی دعوتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آپؐ نے تمام ازواجِ مطہراتؓ کی شادی پر ولیمہ کیا تھا۔ کیوں کہ آپؐ کا فرمان ہے ولیمہ کرو خواہ ایک بکری کا ہو اور آپؐ اپنے حکم کے خلاف نہیں کر سکتے تھے [۱۲۸] اس عمومی تبصرہ کے بعد چند ولیموں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ متعدد محدثین و اربابِ سیرت نے حضرت زینبؓ بنت جحش کی شادی کے ولیمہ کا بوجوہ خاص ذکر کیا ہے۔ ان تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ آپؐ نے مہمانوں کو ولیمہ میں روٹی اور گوشت کھلایا۔ ان کے ولیمہ پر حضرت ام سلیم نے بھی کھانا پکا کر بھیجا تھا وہ الگ تھا۔ حضرت انسؓ وغیرہ کا بیان ہے کہ خود آپؐ نے ایک بکری ذبح کی تھی [۱۲۹] حضرت صفیہ کی شادی کے ولیمہ میں گھی، ستو اور کھجور سے آپؐ نے مہمانوں کی ضیافت کی تھی [۱۳۰] بلاذری کا بیان ہے کہ حضرت ام سلمہؓ سے شادی پر آپؐ نے بیت المساکین میں جو کھانا ولیمہ میں کھلایا تھا وہ جو اور گھی وغیرہ پر مشتمل تھا [۱۳۱] اسی طرح خوشی کے دوسرے مواقع جیسے عقیقہ وغیرہ پر بھی آپؐ نے قربانی کی۔ مثلاً حضرت حسینؓ کے عقیقہ پر آپؐ نے نہ صرف بکری کی قربانی کی بلکہ ان کے مونڈن پر بالوں کے برابر چاندی بھی صدقہ کی۔ [۱۳۲] یہی معمول و سنت نبوی آپؐ کی اولاد بالخصوص حضرت ابراہیم کے بارے میں بھی جن کے بارے میں صراحت ملتی ہے کہ آپؐ نے بکرا/مینڈھا (کبش) ذبح کیا تھا۔ آپؐ کی باندی حضرت سلمیٰ کے شوہر حضرت ابورافع نے آپ کو فرزند کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو آپ نے ان کو ایک غلام عطا کیا اور ان کے عقیقہ میں قربانی کے علاوہ بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی [۱۳۳] سنت نبوی تھی کہ عیدالاضحیٰ میں آپؐ اپنی طرف سے اور اپنی ازواجِ مطہراتؓ کی طرف سے قربانی کرتے تھے اور اس کا گوشت غریبوں، عزیزوں اور محلہ والوں میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ یہی سنتِ نبوی چاروں عمروں اور اکلوتے حج کی قربانی کے ضمن میں بھی۔ ایسے مواقع پر آپؐ نے ایک سے زائد جانور قربان کیے تھے۔ ازواجِ

مطہرات کی طرف سے ایک گائے ذبح کیے جانے کا حوالہ آتا ہے۔[۱۳۴] بسا اوقات آپؐ کسی سفر/غزوہ سے مدینہ واپسی پر ایک یا زیادہ جانوروں کو ذبح کر کے اپنے اہل خانہ اور دوستوں عزیزوں کی ضیافت کرتے تھے یا ان کو گوشت بھیجا کرتے تھے۔[۱۳۵] شادی و خوشی کی تقاریب کے علاوہ بعض غمی کے مواقع پر بھی آپؐ نے یا آپ کے اہل خانہ نے کھانا پکوا کر غم زدوں کی دل جوئی کی اور مہمانوں کو کھلایا تھا۔ دو ایک مثالیں پیش ہیں۔ غزوۂ موتہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تو ان کے گھر والوں کو غم ہوا اور آپؐ نے اس غمی کے موقع پر اپنے اہل خانہ سے غم زدوں کے لیے کھانا پکوا کر بھیجا۔[۱۳۶] بلاذری کی ایک کمزور روایت ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے اپنے بھائی ولید کی دیار غیر میں مرنے پر آپؐ سے اجازت لی کہ ان کا ماتم کریں۔ آپؐ کی اجازت کے بعد انھوں نے عورتوں کو جمع کیا اور ان کے لیے کھانا پکایا۔[۱۳۷] شادی و غمی کی ایسی تقاریب اور ان پر نبوی اخراجات کی اور بھی مثالیں ملتی ہیں لیکن ان سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔

نبوی اخراجات و مصارف کا ایک ذریعہ ازواج مطہراتؓ کا مال بھی تھا۔ تقریباً تمام ازواج مطہرات ہی بہترین اور مالی لحاظ سے آسودہ خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں، ان کے والدین اور بھائی بہن دولت مند اور صاحب حیثیت تھے جن سے ان کو ہدایا اور تحفوں کے علاوہ کبھی کبھی مال و جنس بھی ملا کرتی تھی۔ بعض ازواج مطہرات کو اپنے والدین یا سابق شوہروں کا ترکہ بھی ملا تھا اور وہ جائداد و آراضی پر مشتمل تھا جن کی مستقل آمدنی یا پیداوار تھی۔[۱۳۸] مثلاً حضرت ام سلمہؓ کو اپنی خاندانی جائداد سے جو طائف میں باغوں پر مشتمل تھی، مدینہ منورہ کے قیام کے زمانے میں برابر ان کی پیداوار کا پہنچا کرتی تھی۔ اس میں سب سے پسندیدہ شئے شہد تھی جو آپؐ کو بہت مرغوب تھی اور حضرت ام سلمہؓ آپؐ کے لیے اسے بچا بچا کر رکھتی تھیں۔[۱۳۹] اوپر ازواج مطہرات کے آپؐ کے لیے حضرت عائشہؓ کے گھر ہدیۂ طعام بھیجنے کا حوالہ آچکا ہے۔ یہاں صرف حوالہ دینا کافی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اموال نے مکی زندگی میں آپ کے معاشی تنگ دستی کو دور کرنے میں کافی حصہ لیا تھا۔[۱۴۰] حضرت ام حبیبہؓ نجاشی حبشہ کے پاس سے آپؐ کے لیے تحفے اور نذرانے کے علاوہ مہر کی رقم بھی وصول کر کے لائی تھیں۔[۱۴۱] اسی طرح حضرت ماریہؓ قبطیہ بھی مقوقس مصر سے کافی ہدایا اور تحفے بشکل نقد و جنس لے کر آئی تھیں۔[۱۴۲] ظاہر ہے یہ وسیلۂ حیات کچھ ایسا زیادہ مستقل اور اہم

نہیں تھا تاہم آپؐ کی معاشی زندگی میں اس کے کردار و حصہ سے یکسر انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس نے بسا اوقات آپؐ کے لیے کافی آسانی فراہم کی تھی یا کم از کم متعدد مواقع پر آپ کو مسرت و شادمانی اور طیب خاطر کی دولت سے لطف اندوز کیا تھا۔

روزی روٹی کی فراہمی کا مستقل ذرائع میں سب سے اہم ذریعہ غالباً دودھاری جانوروں کا پالنا تھا جن کی موجودگی میں دووقت پیٹ بھرنے اور بھوک کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی سبیل نکلتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا بیان ہے کہ بیس سالہ رفاقت نبوی میں آپ کا بیشتر کھانا پانی اور ستو تھا جبکہ حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ ہمارا اور آپؐ کا اکثر کھانا دودھ پر مشتمل ہوتا تھا۔[۱۴۳] یہ دونوں بیانات اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں۔ احادیث و سیرت و تاریخ کے مآخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مدنی زندگی کی ابتدا ہی سے دودھاری جانوروں بالخصوص عمدہ اونٹنیوں کو باقاعدہ پالا تھا اور ان کو کئی مقامات پر باڑوں میں رکھا تھا۔ ان کی دیکھ بھال کے لیے باقاعدہ چرواہے رکھے تھے اور ان کے چارہ کی فراہمی کے لیے چراگاہیں مخصوص کی تھیں۔

بلاذری کا بیان ہے کہ غابہ کی چراگاہ میں آپؐ کی کئی اونٹنیاں (لقائح) تھیں اور آپؐ نے اپنی تمام ازواجِ مطہراتؓ میں سے ہر ایک کو الگ الگ اونٹنی عطا کر رکھی تھی۔ حضرت ام سلمہؓ کی اونٹنی کا نام "العریس" تھا جبکہ حضرت عائشہؓ کے لیے مخصوص کی گئی اونٹنی کا نام السمراء تھا۔ اول الذکر فرماتی تھیں کہ ہمارے لیے ضرورت بھر دودھ ان سے مل جاتا تھا۔ ایک روایت کے مطابق ان کی تعداد دس تھی۔ بلاذری نے ان کے ذریعہ حصول کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے مطابق ان میں سے تین حضرت سعد بن عبادہؓ نے بنو عقیل کی اونٹنیوں میں سے خرید کر آپؐ کو ہدیہ کی تھیں۔ وہ جمار کی چراگاہ میں چرا کرتی تھیں جبکہ بقیہ سات جن کے اپنے مخصوص نام تھے۔ جیسے الحناء، السعدیۃ، البغوم، الیسیرۃ وغیرہ۔ وہ مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر قباء کے قریب ذوالجدر میں رہتی اور چرتی تھیں۔ بعض مدنی اہل علم کا خیال ہے کہ ان میں سے البغوم نامی اونٹنی آپؐ نے حضرت سودہؓ کو عنایت کی تھی ایک اور روایت کے مطابق حضرت سعد بن عبادہؓ نے صرف ایک اونٹنی ہدیہ کی تھی جس کا نام مہرۃ تھا اور جو بنو عقیل کے جانوروں میں سے خریدی گئی تھی۔ آپؐ کی خریدکردہ اونٹنیوں کے نام "الریا" اور "الشقراء" تھے۔ وہ سب دودھاری (غزر) تھیں اور ان کا دودھ

روزانہ دودھ کر برات دو بڑی مشکوں میں آپؐ کے لیے لایا جاتا تھا۔حضرت ابن عباس کی سند پر مروی ہے کہ آپؐ کی سات اونٹنیاں (اعنز) تھیں جن کو حضرت ام ایمن چرایا کرتی تھیں محمد بن عبداللہ بن حصین کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں احد میں چرائی جاتی تھیں اور ہر شام اپنے باڑے میں لائی جاتی تھیں جہاں وہ رات گزارتی تھیں ۔ان اونٹنیوں کے نام تھے : عجوۃ ، زمزم ، سُقیا ، برکۃ ، ورستہ ، اطراف اور اطلال ۔ حضرت ام سلمہؓ کی باندی/آزاد کردہ/آزاد مولاۃ کا بھی یہی بیان ہے کہ آپؐ کی سات دودھاری اونٹنیاں تھیں چرواہا ان کو چرانے کے لیے کبھی الجمار لے جاتا اور کبھی احد اور شام کو ہمارے پاس واپس لاتا۔ ذوالجدر میں آپؐ کی جو اونٹنیاں تھیں ان کا دودھ رات میں لایا جاتا تھا اور غابہ کی اونٹنیوں کا دودھ بھی رات ہی میں آتا تھا۔ ہمارا زیادہ تر کھانا (عیش) اونٹ اور غنم (بکری بھیڑ وغیرہ) کا دودھ ہی پر مشتمل ہوتا تھا۔بلاذری ہی کی ایک اور روایت ہے جس کے مطابق ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ نے آپ کو بردۃ نامی اونٹنی ہدیہ کی تھی: حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ میں نے اونٹنیوں میں اس سے زیادہ خوب صورت اور دودھاری نہیں دیکھی ۔ وہ دو اونٹنیوں کے برابر دودھ دیتی تھی کبھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں کے لیے اسے صبح و شام دونوں وقت دوہا جاتا تھا ۔ مورخ موصوف کی ایک اور روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی اونٹنیوں کے علاوہ غنم (بھیڑ بکریاں) کا ایک ریوڑ بھی تھا جن کے دودھ پر حضرت ماریہ قبطیہ اور ان کے فرزند گرامی حضرت ابراہیم کی پرورش و پرداخت ہوتی تھی۔ دودھاری جانوروں کے بارے میں بلاذری کے بیانات کی تصدیق واقدی وغیرہ دوسرے مورخین وارباب سیرت سے بھی ہوتی ہے ۔ مثلاً واقدی نے ۶ھ کے واقعات اور عرینہ کے حملے کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ دشمنوں نے ذوالجدر کی چراگاہ پر حملہ کر کے آپؐ کے پندرہ دودھاری اونٹنیاں بھگا لے گئے تھے جنھیں بعد میں تعاقب کر کے ان کے قبضہ سے چھڑا لیا گیا تھا۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ غزوہ ذوقرد ۶ھ میں عیینہ بن حصن فزاری نے غابہ میں رہنے والی آپؐ کی اونٹنیوں پر حملہ کر کے ساتھ لے گیا تھا اور ان کے چرواہے کو جو دوسری روایات کے مطابق حضرت ابوذر غفاری کے فرزند تھے، قتل کر دیا تھا اور ان کی اہلیہ کو بھی اٹھا لے گیا تھا ۔حضرت سلمہ بن الاکوع کی بہادری اور آپ کا بروقت تعاقب نے بعض اونٹنیوں کو واپس لے لینے کا موقع فراہم کر دیا تھا ۔غفاری عورت بھی بچ کر آگئی تھیں ۔ دوسری روایات سے بھی آپ کے دودھاری مویشیوں اور ان کے دودھ کا

مستقل غذا کے طور پر استعمال کرنے کا علم ہوتا ہے[۱۴۴]

نبوی معاشی وسائل و ذرائع میں ایک اہم ترین اور وسیع ترین ذریعہ و وسیلہ جہاد اسلامی کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے اموالِ غنیمت (غنائم) تھے۔ وہ دو قسم کے تھے: اول منقولہ اموال و اسباب اور دوم غیر منقولہ جائداد و آراضی۔ ان دونوں وسائل کی دستیابی سے نہ صرف معیشت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں بہتری پیدا ہوئی تھی بلکہ مدینہ منورہ کے مسلمانوں کی بالخصوص اور دوسرے مجاہدین کی بالعموم معاشی حالت سدھری تھی۔ عام طور سے اس وسیلۂ معاش پر اتنا زیادہ اور ناجائز زور دیا جاتا ہے کہ مذکورہ بالا تمام وسائل و ذرائع اور کچھ دوسرے بھی یکسر نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں اور ان کی اصل اقتصادی اہمیت اور مدنی معیشت میں ان کی صحیح کارفرمائی بھلا دی جاتی ہے۔ اس موضوع پر تفصیل کے ساتھ کہیں اور لکھا جا چکا ہے۔[۱۴۵] یہاں اس کی طرف ایک ضروری انتباہی اشارہ کر کے معاشِ نبوی میں غنائم کے اصلی کردار اور متناسب حصۂ رسدی پر بحث کی جا رہی ہے۔

غنائم میں حاصل ہونے والے اموال و اسبابِ منقولہ میں کھانے پینے کا سامان، روز مرہ ضرورت کا اسباب، پہننے بچھانے اور اوڑھنے کے کپڑے، نقد میں سونا چاندی یا اس کی بنی ہوئی اشیاء اور مختلف تجارتی سامان اور بہت سا دوسرا اسباب مسلمان مجاہدین کے ہاتھ لگتا تھا۔ اسلامی اصولِ تقسیم کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بصورت شرکتِ جہاد ایک مجاہد کے حصۂ رسدی کے علاوہ صفی کا حق تھا۔ اور ریاست و معاشرۂ اسلامی کے سربراہ کی حیثیت سے خمس یعنی اموالِ غنیمت کا پانچواں حصہ ملتا تھا۔ خمس کو آپؐ تین حصوں میں پھر منقسم فرماتے تھے اور ان میں سے ایک حصہ آپؐ کے اہل و عیال کی ضروریات کے لیے مخصوص تھا، دوسرا آپ کے خاندان بنو عبد المطلب و بنو ہاشم کے لیے اور تیسرا عام غریب مسلمانوں اور اسلامی ریاست کے باشندوں پر صرف ہوتا تھا[۱۴۶] غنیمت میں ملنے والے سامانِ خورد و نوش کے بارے میں اوپر حوالہ آچکا ہے کہ وہ اکثر و بیشتر مجاہدین کی ضروریات پر بلا تقسیم کیے ہوئے صرف ہو جاتا تھا تاہم یہ قیاس عین قرین صواب ہے کہ مجاہدین اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لذتِ کام و دہن کے لیے اس میں سے کچھ ضرور لاتے ہوں گے اور مقدار کے زیادہ ہونے کی صورت میں اس کی تقسیم بھی عمل میں آتی ہوگی۔

سریہ نخلہ (رجب ۲ھ / جنوری ۶۲۴ء) میں جو مالِ غنیمت ملا اس میں کچھ شراب کے

منشکیزے (خمر)، سوکھی کھجوریں (زبیب) اور کھالیں (ادم) اور قریش کا تجارتی سامان شامل تھا۔[147] غزوۂ بدر (۱۷ رمضان ۲ھ/۲۴ مارچ ۶۲۴ء) میں مختلف قسم کے اسلحہ کے علاوہ ایک سو پچاس اونٹ (بعیر) دس گھوڑے، کچھ سامان ضرورت (متاع) کپڑے (ثیاب) چٹائیاں (انطاع) اور تجارتی کھالیں شامل تھیں۔ اسیرانِ بدر سے مجاہدین کو زرِ فدیہ کی شکل میں خاصی آمدنی ہوئی تھی۔[148] غزوۂ بنی قینقاع میں اسلحہ اور اوزارِ زرگری ہی منقول اموالِ غنیمت میں شامل تھے اور سامانِ خورد و نوش یا اسباب ضرورت کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ غزوۂ بدر میں آپ کی صفی مشہور تلوار ذوالفقار پر اور مجاہدانہ حصۂ رسدی ابوجہل کے قیمتی اونٹ (جمل) پر مشتمل تھا جبکہ غزوۂ بنی قینقاع میں آپ کی صفی تین کمانوں، تین نیزوں اور تین تلواروں کے علاوہ دو زرہ بکتروں پر مشتمل تھی۔ البتہ اس غزوہ میں غیر منقولہ جائداد جو بنو قینقاع کی دکانوں اور مکانوں اور شاید کچھ زرعی زمینوں پر مشتمل تھی، مسلمانوں کے قبضہ میں آئی تھی اور عام روایات کے تحت وہ آپ کی فے آراضی تھی جو امت مسلمہ کی ضروریات کے ساتھ ساتھ آپ کے حوائج کے لیے مخصوص تھی۔ آپ نے جسے چاہا اسے عطا کر دیا۔ اس میں آپ کے اپنے حصہ کا پتہ نہیں چلتا۔[149] غزوۂ سویق میں ستو (سویق) کے تھیلے ملے تھے اور ان میں سے آپ کا حصۂ رسدی رہا ہوگا۔[150]

تیسرے برس کی کل مہمات میں سے صرف تین میں اموالِ غنیمت حاصل ہوئے غزوۃ الکدر میں پانچ سو اونٹ ملے تھے[151] حضرت زید بن حارثہ کے سریہ القردہ میں قریشی کارواں سے چاندی کثیر مقدار میں ملی تھی[152] اور غزوۂ احد میں جو کچھ ملا تھا وہ کھو گیا یا پانے والوں کو مل گیا تھا۔ آپ کے حصہ میں زخموں کے سوا اور کچھ نہ آیا تھا۔[153] پہلی دو مہموں میں آپ کو خمس، صفی کی صورت میں حصہ ملا تھا اور غزوۂ مذکورہ میں مجاہد کا حصۂ رسدی بھی۔ سریہ قطن میں آپ کو صفی اور خمس ملا تھا جو اونٹوں پر مشتمل تھا اور ان کی کل تعداد کافی تھی مگر وہ ایک دو کے سوا باقی مسلمانوں میں تقسیم ہو گئے تھے کچھ غلام بھی ہاتھ لگے تھے۔[154] غزوہ بنی النضیر میں ہتھیاروں کے علاوہ آراضی ملی تھی۔ ہتھیاروں میں پچاس زرہ بکتر، پچاس آہنی خود اور تین سو چالیس تلواریں شامل تھیں۔ ان میں سے آپ کو مجاہد کا حصہ خمس اور صفی ملی تھی۔ مالِ بنی النضیر بھی فے آراضی میں شامل تھا اور اس میں آپ کا اپنا حصہ بھی تھا مگر وہ بہ شکلِ آراضی کم اور بہ شکل پیداوار زیادہ تھا۔ کھجور، اناج، شہد اور سبزی وغیرہ اس میں شامل تھی۔ ان میں سے جن لوگوں کو عطایائے نبوی ملے تھے وہ روایات کے مطابق ان کی سال بھر کی ضروریات کے لیے کافی ہوتے تھے۔ آپ کی اپنی ضروریات بھی ان سے پوری ہوتی تھیں یا

نہیں اور پوری ہوتی تھیں تو کس قدر؟ اس کا تصفیہ کرنا خاصا مشکل ہے۔ روایات سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپؐ بھی کسی نہ کسی حد تک متمتع ہوتے تھے۔[۱۵۵] ۵ھ غزوۃ الجندل میں صرف چند مویشی ملے تھے البتہ غزوۂ مریسیع میں بنو المصطلق سے دو ہزار اونٹ، پانچ ہزار بھیڑ بکریاں، خاصی تعداد میں ہتھیار، مال واسباب اور کچھ قیدی ہاتھ لگے تھے۔[۱۵۶] ۵ھ غزوۂ بنی قریظہ سے نقد و جنس میں مال و اسباب اور زرعی اور رہائشی جائدادیں ملی تھیں۔ ہتھیاروں میں پندرہ سو تلواریں، تین سو زرہ بکتر، دو ہزار نیزے اور پندرہ سو آہنی اور پارچہ جاتی ڈھالیں شامل تھیں۔ ایک روایت کے مطابق حصۂ مجاہد کی مالیت کل بیالیس دینار تھی۔ اس کے علاوہ آپ کو خمس اور صفی بھی ملی تھی۔[۱۵۷] ۶ھ چھٹے برس کی سرایا سے آپؐ کو خمس اور صفی ہی ملے جو زیادہ تر مویشیوں، بھیڑ بکریوں اور اونٹوں پر مشتمل تھے۔ صفی کے علاوہ آپ کو خمس میں تقریباً چودہ ہزار درہم کی مالیت ملی تھی جو آپ اپنے عیال و مسلمانوں پر خرچ کرتے تھے۔[۱۵۸] ۷ھ غزوۂ خیبر سے نقد و جنس میں کافی مال ملا تھا اس میں ہتھیاروں کی کافی بڑی تعداد شامل تھی۔ سامانِ رسد میں جو، گھی/مکھن، شہد، تیل/روغن، پکا ہوا کھانا اور سامانِ ضرورت میں (اثاث/متاع) چمڑے کی چٹائیاں (ادم) مختلف قسم کی، کافی مقدار میں کپڑے شامل تھے۔ نقد اموال میں طلائی و نقرئی سکے، زیورات اور مدفون دفینے شامل تھے۔ آپؐ کو ان سب میں سے صفی، خمس اور حصۂ مجاہد ملا تھا۔ خیبر کی کل مفتوحہ آراضی کی کل پیداوار کا نصف یعنی بیس ہزار وسق کھجور، ۱/۲ ہزار وسق جو اور ۱/۲ ۲ ہزار وسق نوی مسلمانوں کا حصہ تھا۔ یہ کل اٹھارہ سو مسلم حصوں میں تقسیم ہوتا تھا۔ خمس اور صفی پہلے نکال کر جو آپؐ کے حصے تھے اور ایک حصہ مجاہد بھی آپ کا تھا۔[۱۵۹] ۷ھ فدک، تیما اور وادی القریٰ سے ان کی زمینوں کی پیداوار کا نصف مسلمانوں کا حصہ تھا اور موخر الذکر میں سے خمس اور حصۂ مجاہد آپ کے پاس تھا۔[۱۶۰] ۸ھ بعض دوسری مہموں میں کچھ مویشی اور سامان ملا تھا۔[۱۶۱] ۸ھ آٹھویں برس کی مہموں میں سرایا میں زیادہ تر مویشی ملے اور آپؐ کو صرف خمس یا صفی۔ البتہ غزوہ حنین میں بہت زیادہ مال غنیمت ملا تھا جس میں مویشی، سامانِ ضرورت، چاندی وغیرہ شامل تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجاہد کے حصہ کے علاوہ صفی اور خمس ملا تھا۔ آخری دو برسوں میں زیادہ تر سرایا میں سے آپ کو صفی اور خمس ملا تھا۔ غزوۂ تبوک میں جنگ ہی نہیں ہوئی لہٰذا کوئی مال غنیمت نہیں ملا تھا۔[۱۶۲] ۹ھ البتہ غزوات اور سرایا اور وفود عرب سے معاہدات کے نتیجے میں مختلف علاقوں سے جیسے ایلہ، مقنا، اذرح، جرباء، دومۃ الجندل، یمامہ، نجران، بحرین، عمان، حضرموت، ہجر اور یمن وغیرہ سے جزیہ

خراج میں خاصی بڑی رقوم آنے لگی تھیں۔ ایک ذریعہ یہ بھی تھا۔[۱۶۳]

اس عمومی تجزیہ سے ایسا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اموالِ غنیمت سے حصۂ مجاہد، خمس کے ایک حصہ اور صفی کی شکل میں کافی یافت ہوئی تھی مگر درحقیقت ایسا نہیں تھا۔ سنتِ نبوی یہ تھی کہ آپ اپنے آپ اور اپنے اہلِ بیت پر دوسرے مسلمانوں کو ترجیح دیتے تھے اور خمس و صفی کو اکثر و بیشتر پورا کا پورا صحابۂ کرام میں بانٹ دیتے تھے اور خود کے لیے کچھ نہ رکھتے تھے اور اگر کبھی کچھ رکھ لیا کرتے تھے تو اس کی مقدار و تعداد بہت معمولی ہوتی تھی۔ چند مثالیں بطور ثبوت حاضر ہیں۔ سامانِ خورد و نوش کے بارے میں پہلے بھی یہ صریح بیان مآخذ کا آچکا ہے کہ جو کچھ ملتا تھا وہ مجاہدین اپنی اپنی ضرورت و طلب بھرے لیتے تھے۔ عموماً وہ بچا کر اپنے گھروں کو نہیں لے جاتے تھے اس ضمن میں صرف ایک مثال۔ فتح مکہ کے بعد جب حضرت حلیمہ کی بہن اور ان کے شوہر کی بہن خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے اقط (پنیر) اور سمن (گھی) ان کو غنیمت سے دیا[۱۶۴] جائدادوں اور آراضی کی پیداوار سے جو طُعَم (اناج کا حصۂ رسدی) آپ مختلف خاندانوں اور افراد کو مستقل دیتے تھے اس کی پوری تفصیل سیرت و حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔[۱۶۵] غنائم میں جو کپڑے ہاتھ لگتے تھے وہ بھی آپ صحابۂ کرام میں بالعموم تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ مثلاً حلۂ دیباج آئے تو آپ نے منجملہ دوسرے حضرات کے حضرات عمرؓ و علیؓ کو دیئے تھے[۱۶۶] خمیصہ (چادر/کپڑے) آئے تو ان میں سے ایک حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص کو دیا[۱۶۷] بہت سے قبا بانٹ دیئے اور ایک حضرت مخرمہ بن نوفل کو دیا تھا۔ ان میں سے اپنے لیے کوئی نہیں رکھا۔ اسی طرح قباطی (قبطی قبائیں) اور قمیصیں آئیں تو دوسرے صحابہ کرام کے علاوہ ایک حضرت دحیہ کلبی کے حصہ میں بھی آئی[۱۶۸] یہی سنتِ نبوی اسلحہ وغیرہ کے بارے میں تھی ۔ غزوۂ بدر میں ذوالفقار نامی تلوار ملی۔ وہ آپ نے حضرت علیؓ کو عطا کر دی[۱۶۹] الغرض صفی اور خمس میں جو کچھ ملتا تھا خواہ وہ نقد و جنس کی صورت میں ہو یا آراضی و جائداد کی شکل میں آپ اپنے لیے ان میں سے کچھ بھی نہ رکھتے بلکہ دوسروں کو دے دیتے۔ اس کا اعتراف تو آپ کے ناقدین و منکرین تک نے کیا ہے[۱۷۰] آپ نے جو سنتِ نبوی اپنی حیاتِ مبارکہ میں قائم کی تھی اسی کو بشکلِ دیگر اس اصول میں ڈھال دیا کہ انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی نہ وہ وارث ہوتے ہیں[۱۷۱]

جس طرح سامانِ خورد و نوش کی فراہمی کے مختلف ذرائع و وسائل تھے اسی طرح دوسری ضروریات و حاجات کے پورا کرنے کے مختلف ذرائع تھے۔ اوپر ہم نے اس ضمن میں لباس،

مویشیوں اور اسلحہ وغیرہ کی نبوی ضروریات کے پورا کرنے کے جو ذرائع ملاحظہ کیے ان میں غنیمت و خرید وغیرہ کا حوالہ آچکا ہے۔ بعض اور اہم وسائل جن کا بکثرت ذکر روایات میں ملتا ہے یہاں ذرا زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کیے جارہے ہیں۔

لباس نبویؐ کی فراہمی کے سلسلہ میں ایک اہم ذریعہ ہدیہ غیر مسلم و نذرانۂ غیر مسلم تھا۔ ایسے ہدایا عموماً تیار شدہ لباس کے ہوتے تھے۔ مسلم ہدایا میں حضرت دحیہ کلبی کا ہدیہ تھا جو ایک روایت کے مطابق دو موزوں پر مشتمل تھا اور دوسری روایت میں ایک جبہ کا اضافہ ہے۔ آپ نے ان کو اتنا پہنا کہ وہ پرانے ہو گئے[۱۲] اسی طرح نجاشی حبشہ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے بھی آپؐ کی خدمت میں سیاہ سادہ موزے بھیجے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے ہدایا الگ تھے[۱۳] کئی محدثین کے ہاں یہ روایت ہے کہ حضرت ابوجہم بن حذیفہؓ نے آپ کو ایک خمیصۃ شامیۃ (شامی جبہ نما لباس) ہدیہ کیا۔ جس کے کلم (نقش) تھے۔ اس کو پہن کر نماز پڑھی تو توجہ بٹ گئی تو آپ نے اسے واپس کر دیا۔ چوں کہ آپ ہدایا واپس کرنے کے خلاف تھے اس لیے آپؐ نے اس کے بدلہ میں ایک انبجانیۃ (انبجان کا بنا ہوا موٹے کپڑے کا لباس) لے لیا[۱۴] حضرت سہلؓ کی روایت ہے کہ ایک عورت نے آپؐ کی خدمت میں ایک بنی ہوئی چادر پیش کی جس کا حاشیہ بھی تھا۔ بعد میں اس کو شملہ کے نام سے جانا جانے لگا۔ اس عورت نے ہدیہ دیتے وقت یہ بھی کہا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے آپ کو پہنانے کے لیے بنا ہے۔ آپؐ نے قبول فرمایا کہ آپؐ کو اس کی ضرورت بھی اور آپؐ نے بطور ازار اسے استعمال کیا۔ مگر ایک شخص نے حسنِ طلب میں اس کی تعریف کی اور آپؐ نے اسے وہ چادر ہدیہ کر دی۔ لوگوں نے اسے ملامت کی کہ آپ کو ضرورت تھی مگر اس نے جان بوجھ کر مانگ لیا جبکہ جانتا تھا کہ آپ سوال رد نہیں کرتے۔ اس نے کہا کہ میں نے اپنے کفن کے لیے مانگا ہے اور سچ مچ وہ اس کا کفن ہی بنا[۱۵] ان کے علاوہ بھی متعدد مسلم ہدایا تھے جو کئی حضرات نے خدمت نبوی میں پیش کیے تھے[۱۶]

غیر مسلم ہدایا کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ دومۃ الجندل کے بادشاہ اکیدر بن عبدالملک نے ریشم کا جبہ آپ کے لیے بطور تحفہ بھیجا۔ روایات میں اس کو جبۃ سندس، جبۃ دیباج ریشم سے کڑھا ہوا/ڈھکا ہوا حلہ (حلۃ مکفوفۃ بحریر) اور فروج حریر وغیرہ کہا گیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اسے کچھ دیر پہنا پھر کراہت سے اتار ڈالا کہ وہ متقیوں کے لیے ٹھیک نہیں۔ غالباً بعد میں وہی آپؐ نے حضرت علیؓ کو دے دیا اور وہ پہنے ہوئے آئے

تو آپؐ نے ناراضگی ظاہر کی کہ تمھارے پہننے کے لیے نہیں دیا تھا بلکہ اس کو اپنے گھر کی خواتین کو جو فاطمہؓ نام کی تھیں، پہنا دیں اور انھوں نے اسے پھاڑ کر تقسیم کر دیا۔[75] دوسرے حکمرانوں نے بھی آپ کے پیغام و فرمان کے جواب میں ہدایا بھیجے تھے اور ان میں مختلف قسم کے لباس شامل تھے۔ شاہ ایلہ نے آپ کے لیے ایک چادر بھیجی تھی۔[76] شاہ روم کا ہدیہ ریشم کا لباس تھا جس کو روایت میں مستقہ (   ) کہا گیا ہے۔[77] ذویزن کے حکمران نے آپ کی خدمت میں ایک ایسا حلہ روانہ کیا جو تینتیس[33] اونٹوں (بعیر) یا اونٹنیوں کے عوض خریدا گیا تھا۔ آپ ہمیشہ ہدیہ پیش کرنے والے کو اپنی طرف سے بھی ہدیہ دیا کرتے تھے۔ اس سنت کے مطابق آپ نے شاہ ذویزن کو جو حلہ عنایت کیا وہ پچیس قلوص (جوان اونٹنیوں) کے عوض خریدا تھا۔[79] ایسی کئی اور روایات بھی ہیں۔ مثلاً مقوقس کی طرف سے ثیاب مصلعۃ (دھاری دار کپڑے) آئے تھے۔ بقیہ روایات کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔[80]

متعدد احادیث و روایات میں آپ کے مختلف لباسوں کا ذکر ملتا ہے مگر ان کے حصول کے ذریعہ ذرائع کا حوالہ نہیں آتا۔ ظاہر ہے کہ ان میں سے کچھ ہدیہ سے آئے ہوں گے تو کچھ آپؐ کے خرید کردہ یا گھر کے بنے ہوئے ہوں گے یا غنیمت میں ملے ہوں گے۔ یہی عام ذرائع حصول تھے۔ ایک دلچسپ اور اہم روایت یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اون کی ایک سیاہ چادر (بردہ) آپؐ کے لیے بطور خاص بنی تھی اور آپ نے اس کو پہنا بھی لیکن جب پسینہ نکلا تو اس میں سے اون کی بو نکلی جو آپؐ کو ناگوار ہوئی اس لیے اسے اتار دیا۔[81] آپؐ کے دوسرے لباسوں میں جن کا ذکر روایات میں بکثرت آتا ہے حسب ذیل ہیں: متعدد روایات میں ازار کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی روایات میں آپ کے حلہ، حلہ حمراء (سرخ حلہ)، برد بُردۃ (چادر) اور اس کی اقسام جیسے برد نجرانی (نجران کی بنی ہوئی چادر)، برد احمر (سرخ چادر)، بردین اخضرین (دو سبز چادریں)، رداء (چادر اوڑھنے والی)، جبۃ شامیہ (شامی جبہ)، جبۃ رومیۃ (رومی جبہ)، جبۃ طیالسۃ کسروانیۃ (سبز رنگ کا جبہ جس کا نام کسروانی تھا اور جو ایران میں بنایا جاتا تھا اور جس میں ریشم (دیباج) سے کہیں کہیں رنگ و روغن کیا جاتا تھا۔) اون کا جبۃ، ملحفۃ درسیۃ (ورس سے رنگا ہوا لپیٹنے کا کپڑا)، خفین (موزے) جوربین (چمڑے کے بڑے موزے)، خمیصۃ (پہننے کی چادر) خمیصۃ حوتنیۃ (حوتیہ نامی مقام پر بنی ہوئی چادر) یا خمیصۃ حرثیۃ (حُریث نامی مقام پر تیار کردہ چادر) اور سیاہ خمیصۃ، آپؐ کی پسندیدہ حبرہ (چادر)، عباء / عباءۃ، عمامہ، مختلف رنگوں کا بالخصوص سیاہ عمامہ، قطیفہ

(جھوردار چادر) اس کی مختلف اقسام جیسے فدک کی بنی ہوئی قطیفہ، سرخ قطیفہ وغیرہ، قلنسوہ (ٹوپی)، قمیص اور اس کی قسمیں اور بعض دوسرے لباسوں کا ذکر ملتا ہے۔[82] روایات سے لباس نبویؐ کے بارے میں جو حقائق ثابت ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ابتدا میں دوسرے مسلمانوں کی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لباس کی تنگی تھی اور عموماً ایک ہی کپڑا پہنا جاتا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی ایسا حوالہ نظر سے اب تک نہیں گزرا کہ آپؐ صرف ایک کپڑا ہی (ثواب واحد) پہنتے تھے، قیاس یہی کہتا ہے کہ عموماً آپ نے شروع سے دو کپڑے پہنے تھے ایک بالائی جسم پر جو چادر، قمیص، جبہ حلہ وغیرہ پر مشتمل ہوتا تھا اور دوسرا زیریں بدن پر جو ازار پر مشتمل ہوتا تھا۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپؐ نے موٹے جھوٹے کپڑے بھی پہنے ہیں اور عمدہ بلکہ بہترین لباس بھی زیب تن فرمایا ہے کہ دونوں نعمت الٰہی تھے۔[83] آپ کے علاوہ ازواج مطہرات کے مختلف لباسوں جیسے قمیص، درع (عورت کی گھریلو قمیص) خمار، خمرۃ (اوڑھنی اور دوپٹہ) ملحفۃ (اوپر کی چادر) ردا، (چادر) ازار، مرط/مروط (اون/ریشم کی چادریں)، حلہ سیرار (سیرا کا ریشمی حلہ)، جلباب (چادر/دوپٹہ) حقوہ (اوڑھنی) وغیرہ متعدد عام سادہ اور قیمتی لباسوں کا بھی روایات میں کہیں جگہ آیا ہے۔[84] ان کی فراہمی کے بھی وہی وسائل رہے ہوں گے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے بیشتر کے بارے میں یہ معلوم ہوتا ہے یا استنباط کیا جا سکتا ہے کہ وہ زیادہ تر ہدیہ کے وسیلہ سے آئے تھے۔ دوسرے وسائل و ذرائع کا ان کی فراہمی میں کتنا حصہ تھا اس کے بارے میں کچھ یقین کے ساتھ کہنا مشکل ہے اس لیے کہ روایات و احادیث سے ان کے بارے میں کوئی حوالہ یا قرینہ نہیں ملتا۔

لباس اور کپڑوں کے علاوہ دوسرے سامانِ ضرورت کی فراہمی کا ایک اہم وسیلہ ہدیہ مسلم و نذرانہ غیر مسلم ہی تھا۔ اس سلسلہ میں زیادہ حوالے سواری کے جانوروں سے متعلق ہیں۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ فروہ بن نفاثہ جذامی نے ایک سفید خچر ہدیہ کیا تھا جس پر آپؐ غزوہ حنین کے میدانِ کارزار میں سوار موجود تھے۔ بلاذری کے مطابق فروہ نے ایک یعفور نامی خچر اور ایک فضہ نامی خچر بھی ہدیہ کیا تھا اور الظرب نامی گھوڑا بھی۔ اس پر راویوں کا اختلاف ہے کہ دلدل نامی خچر یا گھوڑے کا ہدیہ فروہ جذامی کا تھا یا مقوقس مصر کا۔ البتہ یہ ثابت ہے کہ مقوقس نے لزاز نامی اور ربیعہ بن البراء کلابی نے لحیف نامی اور حضرت تمیم داری نے الورد نامی گھوڑا آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔ ان میں سے آخر الذکر آپ نے حضرت عمرؓ کو ہدیہ کر دیا تھا اور انھوں نے اسے اللہ کی راہ میں ایک جانباز کو صدقہ کر دیا تھا۔ باقی تین گھوڑوں کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ ان کی دیکھ بھال حضرت سعد بن مالک ساعدی

کے سپرد تھی۔ ان کے علاوہ بھی کئی جانور اور مویشی آپ کو بطور ہدیہ پیش کیے گئے تھے[۱۸۵] دوسرے سامانِ ضرورت میں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری کے گھر میں سریر (تخت) نہیں تھا لہٰذا حضرت اسعد بن زرارہؓ نے ایک سریر ہدیہ کیا تھا جو آپ کے پاس تا عمر رہا۔ اسی پر آپ استراحت فرماتے اور اسی پر آپ نے آخری سانس لی[۱۸۶] سواری کے جانوروں کے سلسلہ میں دوسرے وسائل کی کارفرمائی میں ذکر آچکا ہے کہ غزوۂ بدر میں آپؐ کو دشمن اسلام ابوجہل کا اونٹ (جمل) بطور مالِ غنیمت ملا تھا جسے بعد میں آپ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر عمرہ کی ہدی کے طور پر اللہ تعالیٰ کی جناب میں پیش کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ اموالِ غنیمت پر بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو متعدد جانور اور مویشی بھی ملے تھے مگر ان کے استعمال کے سلسلہ میں زیادہ تفصیلات دستیاب نہیں ہوتیں۔ اس لیے ان کی تعداد وغیرہ پر کچھ یقینی طور سے کہنا مشکل ہے۔ زیادہ تر یہی خیال ہے کہ آپ نے ضرورت مند مسلمانوں بالخصوص مجاہدوں کو دے دیا ہوگا اور بعض غیر مسلموں کو بھی ہدیہ کیے ہوں گے۔ خریداری کا ایک بہت اہم حوالہ آپؐ کی مشہور و محبوب اونٹنی (ناقہ) القصواء کے بارے میں آتا ہے۔ اس کے دوسرے متعدد نام بھی روایات میں آئے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہدیہ تھی۔ انھوں نے وہ ناقہ بنو قشیر یا بنو حریش کے مویشیوں میں سے چار سو درہم میں خریدی تھی اور آپ کو بوقتِ ہجرتِ مدینہ سفر کے لیے ہدیہ کرنی چاہی مگر آپ نے اسے ادھار خرید لیا تھا[۱۸۷] اور ظاہر ہے بعد کو مدینہ میں اس کی قیمت ادا کی تھی۔ ذکر ہو چکا ہے کہ آپؐ نے حضرت ابوبکر سے قرض لے کر دو اونٹ بھی خریدے تھے جن کو اپنے اہل و عیال کو مکہ مکرمہ سے لانے کے لیے بھیجا تھا۔ ایک غزوہ میں حضرت جابر سے بھی ایک اونٹ چالیس درہم کا خریدا تھا جو انھیں کو دے دیا[۱۸۸] بلاذری کے مطابق مدینہ منورہ میں آپؐ نے پہلا گھوڑا ایک بنو فزارہ کے اعرابی سے دس اوقیہ (چار سو درہم) میں خریدا تھا اور اس کا نام الفرس سے بدل کر السکب رکھا تھا۔ وہ غزوہ کا پہلا گھوڑا تھا[۱۸۹] جانوروں کے حصول کے ان مختلف ذرائع کے اور بھی ثبوت ملتے ہیں[۱۹۰]

چوں کہ ساتویں صدی عیسوی میں عرب سمیت تمام دنیا کی معیشت میں غلاموں کی معاشی اور سماجی اہمیت تھی اس لیے غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے وراثت میں آپ کو جو سامان اور ترکہ ملا تھا اس میں ایک باندی بھی تھیں۔ ان کے علاوہ کچھ غلام مکی عہد میں بطور ہدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے تھے جن کو آپ نے آزاد کر دیا تھا[۱۹۱] بطور ہدیہ آپؐ کو جو غلام اور باندیاں مدینہ منورہ کے زمانے میں [illegible] ہوئی تھیں ان کا مختصر ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔ بلاذری

کا بیان ہے کہ مقوقس مصر نے جو ہدایا آپ کی خدمت میں بھیجے تھے ان میں ایک خصی غلام اور دو کنیزیں حضرت ماریہ قبطیہ اور ان کی بہن شیریں تھیں۔ مؤخر الذکر کو آپ نے حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ شاعرِ رسولؐ کو عطا کر دیا اور وہ ان کی اہلیہ بنیں جبکہ حضرت ماریہؓ کو ام المؤمنین بننے کا شرف ملا اور خصی غلام بطور مزدور آپ کے باغات / اراضی کی دیکھ بھال کرتا رہا۔ حضرت ابورافع اصلاً آپ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کے غلام تھے اور حضرت عباس نے آپ کی خدمت میں ان کو ہدیہ کر دیا تھا۔ بعد میں جب حضرت عباس کے قبولِ اسلام کی خبر ان کے ذریعہ جنابِ نبوی میں گوش گزار ہوئی تو آپ نے ان کو آزاد کر دیا اور ان کی شادی اپنی ایک باندی حضرت سلمیٰ سے کر دی جو آپ کو اپنی والدہ ماجدہ سے وراثت میں ملی تھیں اور جب حضرت ابورافع نے آپ کو حضرت ابراہیم کی ولادت کی خوش خبری سنائی تو آپ نے ان کو اپنی جانب سے ایک غلام بطور ہدیہ دیا۔ ایک غلامِ نبوی حضرت فضالہ یا سفینہ تھے اور جن کا اصلی نام مفلح تھا۔ وہ حضرت ام سلمہ کے غلام تھے اور آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ و ہبہ آئے اور آزادی سے مشرف ہوئے۔ ان کے علاوہ کئی اور غلام و باندیاں تھیں جو بطور ہدیہ خدمت نبوی میں پہنچی تھیں۔ مالِ غنیمت جن غلاموں کا ملکیت رسول میں آنے کا صریحی ذکر ملتا ہے ان میں حضرت یسار تھے جو کسی غزوہ میں ہاتھ لگے تھے۔ آپ نے ان کو آزاد کر کے اپنی اونٹنیوں کے چرانے پر مامور کیا تھا اور جن کو عرینہ کے لوگوں نے قتل کر دیا تھا۔ غزوۂ ذات الرقاع کے مالِ غنیمت سے بطور صفی ایک باندی ملی تھی جبکہ غزوۂ مریسیع میں رباع نامی ایک سیاہ فام غلام اور بنو قریظہ میں ریحانہ بنت شمعون نامی کنیز ملی تھیں۔ بنو قریظہ سے ایک اور باندی ربیحہ نامی تھیں جو آپ کے کھجور کے باغ میں کام کرتی تھیں۔ ان کے علاوہ بھی آپ کے پاس کئی غلام اور باندیاں بطور مالِ غنیمت کے حصہ میں آئے تھے[۱۹۲]۔ ان میں سے ایک حضرت جویریہ بنت حارث خزاعی غزوہ مریسیع میں حصہ غنیمت ایک صحابی کے آئی تھیں مگر آپ نے ان کی قیمتِ مکاتبت ادا کر کے ان کو ان کے اصل مالکوں سے خرید لیا تھا اور پھر ان کو اپنی زوجیت میں لے لیا تھا۔ تقریباً یہی معاملہ حضرت صفیہ بنت حی کے ساتھ غزوۂ خیبر کے موقع پر پیش آیا تھا۔ تقسیم غنائم کے وقت وہ حضرت دحیہ کلبی کو بخش دی گئی تھیں مگر مسلمانوں کی سفارش پر کہ وہ ایک سردار کی دختر ہیں اور ان کے ساتھ شایانِ شان سلوک کیا جانا چاہیئے، آپ نے ان کو حضرت دحیہ کلبی سے دوسری کنیز کے بدلے میں لے لیا تھا اور وہ آپ کے صفی میں آئی تھیں اس لیے اس نام سے موسوم ہوئیں ورنہ اصلاً ان کا نام زینب بنت حی تھا۔[۱۹۳]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد ایسے غلام تھے جن کو آپ نے خریدا تھا اور پھر آزاد کر دیا تھا بلاذری وغیرہ کی روایت ہے کہ حضرت ثوبان آپ کے یمنی غلام تھے اور مدینہ منورہ ہی میں آپ نے ان کو خریدا تھا اور بعد میں کسی وقت آزاد کر دیا تھا۔ آپ کے ایک غلام حضرت رافع تھے جن کو آپ نے مکہ مکرمہ میں ابواحیحہ سعید بن العاص سے خرید کر آزاد کیا تھا۔ جبکہ حضرت ابولبابہ بنو قریظہ کے غلاموں میں سے تھے۔ ان کے مالک سے خرید کر ان سے مکاتبت کی اور آزاد کر دیا۔ بعض دوسرے غلاموں کے بارے میں بھی آپ کے خریدنے اور پھر ان کو آزاد کرنے کا حوالہ ملتا ہے۔ بیشتر غلاموں کی خریداری آپ کی کسی دنیاوی غرض یا ہوسِ ملکیت کی بنا پر نہیں تھی۔ بلکہ ان میں سے زیادہ تر کو آپ نے محض رضائے الٰہی کے لیے خریدا اور آزاد کیا تھا۔

ان کے علاوہ روایات میں بعض دوسرے غلامانِ رسولؐ کا ذکر ملتا ہے مگر ان کے ذریعۂ حصول کے بارے میں واضح بات نہیں ملتی۔ ایسے غلاموں میں سرفہرست حضرت صالح شقران تھے جن کی کنیت ابوکبشہ تھی اور جن کو آپ نے غزوۂ بدر کے اسیران قریش کا نگراں افسر اور غزوۂ مریسیع میں اموالِ غنیمت کا محافظ افسر مقرر کیا تھا۔ بعد میں ان کو آزاد کر دیا تھا۔ ایک روایت ہے کہ ان کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے خریدا تھا۔ بقیہ غلاموں میں حضرت انجشہ/انسہ تھے جو حبشی تھے اور خواتین کے اونٹ ہانکنے پر مقرر تھے وہ حدی بھی لحن سے پڑھا کرتے تھے بعض اور غلاموں کا بھی ذکر ملتا ہے۔ ان تمام کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ مذکورہ بالا ذرائع میں سے کسی نہ کسی ذریعہ کے سبب آپ کی مِلک میں آئے تھے۔[۱۹۴]

سیرت و تاریخ کی روایات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابہ کرامؓ کے آثار میں انسانی زندگی کے لیے ضروری اسباب سے متعلق متعدد اور گوناگوں چیزوں کا ذکر آتا ہے اگر ان پر علیحدہ علیحدہ تفصیل کے ساتھ لکھا جائے تو دفتر کا دفتر تیار ہو جائے۔ یہاں اختصار کے ساتھ چند ضروری اشیاء کے حوالے دیئے جا رہے ہیں تاکہ معیشتِ نبویؐ کی تصویر مکمل ہو جائے۔

گھریلو اسباب میں لباس کے علاوہ اوڑھنے اور بچھانے کے کپڑوں کا ذکر اور پردے دری وغیرہ قسم کی چیزوں کا حوالہ بھی بہت آتا ہے۔ ازواجِ مطہرات کے گھروں/حجروں میں اکثر حالات میں سریر تھے اور اوڑھنے کے لیے لحاف اور ان پر بچھانے کے لیے گدے/بچھونے تھے جو چمڑے کے بنے ہوئے اور کھجور کی چھال اور پتی سے بھرے ہوئے تھے یا بوریاں اور چٹائیاں

ہوتی تھیں[۱۹۵] سرہانے کے لیے تکیے تھے اور ان میں کھجور کی پتی بھری ہوتی تھی[۱۹۶] حجروں پر پردے عموماً کمبل کے ہوتے تھے اور کبھی کبھی اچھے کپڑوں کے بھی[۱۹۷] کھانے پینے کے دسترخوان کے لیے انطاع (چٹائیاں) استعمال ہوتی تھیں اور دوسرے دسترخوان بھی تھے[۱۹۸] ریش و بال سنوارنے کی قینچیوں (مشاقص) کا بھی ذکر آیا ہے[۱۹۹] اشیاء کو ڈھونے اور اٹھانے والے برتنوں (مکاتل و کرازین) کا حوالہ خاص کر غزوۂ خندق کے ضمن میں ملتا ہے اور ان میں سے کچھ بنو قریظہ سے ادھار مانگے گئے تھے[۲۰۰] گھریلو استعمال کے برتنوں میں پیالوں، لگنوں، طباقوں، پلیٹوں، دیگچیوں اور ہانڈیوں، طشتوں، لوٹوں اور عام برتنوں کا حوالہ ملتا ہے۔ یہ برتن لکڑی، دھات اور پتھر وغیرہ کے ہوتے تھے۔ پانی نکالنے کے لیے ڈول رسی کا حوالہ آتا ہے جو کئی قسم کے ہوتے تھے۔ پانی رکھنے کے برتنوں میں مٹکے، مشکیزے، بڑے پیالے اور ان کے دوسرے مترادفات کا بھی ذکر آتا ہے[۲۰۱] لکھنے پڑھنے کے اسباب میں قلم دوات، روشنائی اور کاغذ و کتاب کا ذکر بہت جگہ آیا ہے[۲۰۲] وفود عرب اور غزوات و جنگوں کے حوالے سے خیموں اور دوسرے متعلقہ اسباب کا حوالہ کئی جگہ آیا ہے[۲۰۳] ازواج مطہرات اور نواسوں اور بیٹیوں کے ذکر میں ان کے زیورات، سنگھار کے سامان اور خوشبو وغیرہ کا بھی حوالہ ملتا ہے۔ خوشبو آپؐ کو بہت پسند تھی اور اگر ہدیہ میں آتی تو آپ کبھی انکار نہ کرتے[۲۰۴] وزن کرنے کے باٹ اور ماپنے کے برتن بھی مذکور ہیں[۲۰۵] تنور کا ذکر گزر چکا۔ بعض مقامات پر چولہے کا بھی ذکر آیا ہے اسی طرح چکی، کلہاڑی، کجاوہ، ہودج، عورتوں کے لیے مخصوص ہودج، کرسی، چھری، چاقو، لوہار کی دھونکنی، استرا وغیرہ متعدد اسباب زیست کا حوالہ ملتا ہے[۲۰۶] یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ان میں سے بیشتر کے وسائلِ حصول کا ذکر نہیں ملتا اور ظاہر ہے کہ وہ ترکہ، ہدیہ، نذرانہ، غنیمہ، خرید وغیرہ کے معروف ذرائع سے ملے ہوں گے۔

بحث کافی مفصل اور طویل ہو چکی ہے مگر آخر میں آراضی/جائداد کی ملکیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں الگ سے کچھ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے اگرچہ اس کے بعض حوالے اوپر ضمناً آچکے ہیں۔ یہ ذکر بھی آچکا ہے کہ مدینہ منورہ میں آپؐ کی تشریف آوری کے بعد انصارِ کرام رضؓ نے اپنی تمام افتادہ آراضی آپ کے حوالے کر دی تھی۔ اور آپؐ نے وہ اپنے اور اپنی ازواجِ مطہرات و صاحبزادیوں کے علاوہ تمام مہاجرین میں تقسیم کر دی تھی جس پر انھوں نے اپنے گھر بنا لیے تھے یا ان پر پیداوار شروع کر دی تھی۔ بعض نے ان میں صنعت و حرفت/دستکاری کے کارخانے

لگا لیے تھے[207] افتادہ آراضی کے علاوہ بعض انصاری صحابہ کرامؓ نے آپؐ کو بنے بنائے مکانات بھی ہدیہ کیے تھے۔ حضرت ام انسؓ نے آپؐ کو جو جائداد پیش کی وہ آپؐ نے حضرت ام ایمن کو عنایت کر دی۔ حضرت حارثہ بن نعمان انصاری نے اپنے کئی مکانات آپؐ کو نذر کیے تھے۔ بعد میں حضرت فاطمہ زہراؓ کی شادی خانہ آبادی پر ایک اور مکان آپؐ کی دختر کے رہنے کے لیے ہدیہ کیا[208] حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ انصار میں کئی حضرات نے آپ کے لیے کھجوروں کے درخت (نخلات) مخصوص کر دیے تھے یا ہدیہ کر دیے تھے کہ ان کی پیداوار سے آپؐ سامان زیست کریں۔ مالِ غنیمت میں آراضی اور باغات ملنے کے بعد آپؐ نے ان کی جائدادیں / باغات واپس کر دیے۔ یہودی جائدادوں کے ملنے سے قبل آپؐ کے ایک جاں نثار یہودی نومسلم حضرت مخیریقؓ نے غزوۂ احد سے قبل اپنے سات باغ (حوائط) آپؐ کو ہبہ کر دیئے تھے۔ بلاذری نے جو تفصیل فراہم کی ہے اس کے مطابق ان کے نام المبیت، الصافیہ، الدلال، حسنی، برقۃ، الاعواف اور مشربۂ ام ابراہیم تھے۔ آخرالذکر وہ باغ نخل تھا جہاں ایک علیحدہ مکان میں حضرت ماریہ قبطیہؓ اپنے فرزند کے ساتھ رہتی تھیں اس لیے وہ ان کی کنیت سے موسوم ہوا۔ ایک باغ حدیقہ نامی بھی آپ کے صدقات میں سے تھا معلوم نہیں کہ وہ مخیریق کے عطایا میں سے تھا یا نہیں۔ آپ نے ان ساتوں باغوں کو عام مسلمانوں کے لیے صدقہ کر دیا تھا۔ اس کی کچھ پیداوار آپؐ کے مصارف کے لیے بھی آتی تھی لیکن جس مدنی جائداد نے آپؐ کے لیے متواتر پیداوار فراہم کی وہ ۴ھ میں بنونضیر کی مفتوحہ آراضی تھی جس سے آپؐ کو اور آپ کے اہل و عیال و ازواج مطہرات کو سال بھر کی روزی (قوت) مل جاتی تھی۔ مدینہ منورہ اور دوسرے عرب علاقوں میں زراعت کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ کھجور کے باغوں میں اناج و سبزی بھی کاشت کی جاتی تھی۔ بنوالنضیر کی جائدادوں سے کھجور کے علاوہ اسی طریقہ پر کاشت کی ہوئی اناج و سبزی وغیرہ کی پیداوار بھی آپؐ کے لیے آتی تھی[209]

اگرچہ بنوالنضیر کے اموال / آراضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالصہ زمین تھیں اور یہی حال بنوقریظہ کی آراضی کا تھا تاہم ان کی ملکیت آپؐ کی ذاتِ رسالت مآب تک محدود تھی اور ان زمینوں سے طعمہ (پیداوار سے لطف اندوزی کا حق) آپ کے اہل و عیال اور دوسرے مقطعوں کو حاصل تھا مگر ان پر مالکانہ حقوق ان کو حاصل نہ تھے۔ شاید اسی بنا پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے بزرگ صحابہ کرامؓ نے یہ تاثر و بیان دیا تھا

کہ خیبر کی فتح تک آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ بھر کر روٹی نہیں کھائی۔ اس کا ایک اور عامل بھی ہوسکتا ہے اور وہ یہ کہ فتح خیبر تک امت مسلمہ کی ضروریات پر آراضی مدینہ منورہ کی پیداوار زیادہ خرچ ہوتی تھی اور اہل بیت نبوی پر کم۔ البتہ فتح خیبر کے بعد مسلمان مجاہدین کو جس طرح اس کی اور اس کی ملحقہ بستیوں فدک، وادی القریٰ اور تیمار کی آراضی میں اپنے اپنے حصہ کے مالکانہ حقوق حاصل ہوئے تھے اسی طرح خمس وصفی رسول میں سے ان سے عطا پانے والوں کو بھی ملکیت کے حقوق ملے تھے۔ روایات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کے لیے اسی[۷۰] وسق کھجور اور بیس[۷۰] وسق جو سالانہ مقرر کر دیا تھا اور اس سے ان کے گھروں کے خورد ونوش کا سامان اور دوسرا اسباب بھی مہیا ہوتا تھا۔ ان عطایائے نبوی پر ان کے پانے والوں کے مالکانہ حقوق نہ صرف پیداوار پر تھے بلکہ آراضی پر بھی تھے۔ چنانچہ وفاتِ نبوی کے بعد کئی ازواج مطہرات نے جن میں ام المومنین حضرت عائشہ بھی شامل وشریک تھیں اپنے حصہ کی زمین پر مالکانہ تصرف حاصل کر لیا تھا یا ان کو بیچ کر دوسری جگہ آراضی حاصل کر لی تھی[۷۱]۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے صحابہ کرامؓ نے فتح کے فوراً بعد کئی حصے ان کے مالکوں سے خرید لیے تھے۔ آپؐ نے جو حصہ خریدا تھا وہ ایک غفاری مجاہد کا تھا۔ جو دو اونٹوں (بعیر) کے عوض لیا گیا تھا[۷۲]۔ فتح خیبر کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ کی تمام آراضی مسلمانوں کے لیے صدقہ/ وقف کر دی گئی تھی اور غالباً ان کی پیداوار سے آپؐ کے گھر والوں کو کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔ بہرحال آراضی/ جائداد اور مکانات کی یہی ملکیتِ رسول تھی جو اوپر بیان کی گئی اور ان سے آپؐ کے اور آپؐ کے ازواج مطہرات اور دوسرے متوسلین جیسے غلاموں / باندیوں وغیرہ کے اخراجات کے لیے نقد وجنس کی مستقل فراہمی ہوتی تھی۔

اگرچہ بحث بہت مفصل اور طویل ہو گئی ہے اور وہ ایک مضمون و مقالہ کے مختصر حدود سے تجاوز بھی کر گئی تاہم اتنی تفصیل وتشریح ضروری تھی تاکہ معیشتِ نبوی کے مدنی دور کی مکمل تصویر پیش کی جاسکے۔ یہاں یہ اعتراف کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بہت سے پہلو اور ضمنی مباحث اور دوسری ضروری جزئیات بیان کرنے سے رہ گئی ہیں جن کو انشاء اللہ پھر کبھی پیش کیا جائے گا مگر ان کے رہ جانے سے اصل بحث اور اس کی بنا پر پیدا ہونے والی تصویر کے خدوخال میں کوئی بنیادی فرق نہیں پڑتا۔ موجودہ بحث اپنی جگہ مکمل ہے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی دور ہجری میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی واقتصادی

ضروریات کی تکمیل کا سب سے بڑا ذریعہ مدنی صحابہ کرام کا بالخصوص اور صاحب حیثیت مکی ومہاجر صحابہ کرام رضؓ کا بالعموم ایثار بھرا ہدیہ و نذرانہ تھا۔ اسی وسیلہ نے آپؐ اور آپؐ کے متعلقین اور اہل وعیال کے لیے تین بنیادی ضرورتوں۔ روٹی، کپڑے اور مکان۔ کی سبیل پیدا کی تھی۔ اور اسی نے دوسرے اسباب زلیست فراہم کر کے حیات نبویؐ میں خوش گواری اور کسی قدر سہولت پیدا کی اور زندگی کو زیادہ خوش گوار بنایا۔ یہ دوسرا اہم ترین ذریعہ معاش تھا مگر یہ واضح رہنا چاہیئے کہ محض ایک ذریعہ ہی تھا۔ ترکہ و وراثت، ازواج مطہرات کے اپنے اموال، خرید و بیع اور تجارت، کسی حد تک زراعت و باغبانی اور تھوڑی سی دستکاری دوسرے وسائل معاش تھے۔ ان سے جو سامان زلیست فراہم ہوتا تھا وہ اتنا کافی تھا کہ آپؐ اور آپ کے اہل وعیال عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اور دنیاوی نعمتیں ہی مقصود ہوتیں تو انھیں اسباب سے آپؐ دولت کے انبار اور تنعم کی فروانی پیدا کر سکتے تھے مگر آپؐ نے اس دنیاوی زندگی میں غریبانہ و شریفانہ زندگی بسر کی۔ نہ زہد و فقر کی وہ زندگی اختیار کی جو رہبانیت کی طرف لے جاتی ہے اور نہ عیش وعشرت کی جو آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتی ہے۔ نبوی معیشت اعتدال کے جادۂ قرآنی پر مبنی تھی۔ اللہ کی پیدا کردہ نعمتوں سے لطف اندوزی کے ساتھ شکر گزاری کی زندگی، اور فقر و فاقہ سے پناہ مانگنے کی دعائے نبوی کی زندگی۔ دراصل وہ قناعت و صبر و توکل پر مبنی معیشت تھی جو بقدر کفالت ضروریات کی تکمیل کرتی ہے اور ہر مسلم و مومن کے لیے دنیائے دنی کو آخرت علی کے لیے ایک عمل گاہ بناتی ہے۔

ڈاکٹر ارشاد الٰہی
ہومیو کلینک
متصل عثمانی ٹیلر کالونی
کراچی

برنز کیسز یعنی جل جانے والے مریض
سستے اور آسان علاج کے لئے
ڈاکٹر فضل ارشاد الٰہی سے رابطہ قائم کریں فون 403337
اور دینی معلومات میں اضافہ کے لئے مجلہ فقہ اسلامی پڑھیے

حد یعمل فی الارض خیر لاھل الارض من ان یمطروا اربعین صباحا ☆ الحدیث